اخلاقیات

9

پنجاب کریکولم اینڈ ٹیکسٹ بک بورڈ، لاہور

منظور کردہ: وفاقی وزارتِ تعلیم (شعبہ نصاب سازی) حکومت پاکستان، اسلام آباد۔
موجب سرکلر نمبر F.6-8/2009 مورخہ 01 مارچ 2011
تیار کردہ: پنجاب کریکولم اینڈ ٹیکسٹ بک بورڈ، لاہور

اس کتاب کا کوئی حصہ نقل یا ترجمہ نہیں کیا جا سکتا اور نہ ہی اسے ٹیسٹ پیپرز، گائیڈ بکس، خلاصہ جات، نوٹس یا امدادی کتب کی تیاری میں استعمال کیا جا سکتا ہے۔

فہرست مضامین

باب نمبر	عنوانات	صفحہ نمبر	باب نمبر	عنوانات	صفحہ نمبر
1-	**مذاہب کا تعارف**	03- 13	•	مسیحیت اور عبادات	36-44
•	مذہب کی ذاتی اور نفسیاتی اہمیت		•	اسلام اور عبادات	
•	مذہب، سماج اور اخلاق		•	سکھ مذہب اور عبادات	
2-	**جین مت**	14-24	4-	**آداب**	45-58
•	تعارف اور ارتقا		•	عبادت گاہوں کے آداب	
•	جین مت کا ادب اور فنِ تعمیر			(مندر، وہارہ، سینا گاک، گرجا گھر، مسجد، گوردوارہ)	
3-	**اخلاق و اقدار**	25-43	•	عوامی مقامات کے آداب	
•	خدا کی عظمت			(دفاتر، بینک، ہسپتال، پارک)	
•	عبادت گاہوں اور عبادات کے انسانی رویوں پر اثرات		5-	**مشاہیر**	59-66
			•	امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ	
•	سناتن ہندو دھرم اور عبادات		•	فلورنس نائٹ انگیل	
•	بدھ مت اور عبادات		•	**فرہنگ**	67
•	زرتشت اور عبادات				

مصنفین: • ڈاکٹر عبداللہ شاہ ہاشمی • ڈاکٹر محمد شفیع مرزا
ڈائریکٹر (مسوّدات): فریدہ صادق **ڈپٹی ڈائریکٹر (گرافکس):** انجم واصف
نگران/ایڈیٹر: لئیقہ خانم
کمپوزنگ: عرفان شاہد **ڈیزائننگ:** سمیرا اسماعیل
ناشر: **مطبع:**

تاریخ اشاعت	ایڈیشن	طباعت	تعداد اشاعت	قیمت

پیش لفظ

ایک زمانہ تھا کہ انسان غاروں میں رہتا تھا۔ پھر آہستہ آہستہ دنیا کی آبادی بڑھی تو انسان اپنی فطرت کے مطابق مل جل کر رہنے لگے۔ اس سے انھیں زندگی زیادہ خوش گوار محسوس ہوئی۔ وہ اسے بہتر بنانے کے لیے کوشش کرنے لگے۔ ایسے اصول وضوابط بنانے کی کوشش کی جانے لگی جن پر عمل کر کے زندگی اور زیادہ پُرسکون ہو جائے لیکن یہ کام اتنا آسان نہ تھا۔ ترقی کی خواہش کی طرح اختلافات بھی انسانی فطرت کا حصہ ہیں۔ انسان سوچ، صلاحیت اور عمل کی قوت کے لحاظ سے ایک دوسرے سے مختلف ہیں۔ اس لیے وہی قانون اور ضابطے درست ہیں جو کائنات کے بنانے والے نے اپنے نیک بندوں کے ذریعے انسان کو سمجھائے ہیں اور اس خالق و مالک کو رام، رحیم، واہگورو اور یزدان کہتے ہیں۔ تاریخ کے مطالعے سے پتا چلتا ہے کہ انسانی زندگی کے مختلف اَدوار میں انسان صرف اسی دَور میں پُرسکون رہا ہے جب وہ اس برتر ہستی کی ہدایات پر کاربند رہا ہے۔

مذاہب اخلاقیات کے ماخذ بھی ہیں اور انہیں پروان بھی چڑھاتے ہیں۔ ہم روزمرہ زندگی میں دیکھتے ہیں کہ دیانت داری، صداقت، ہمدردی، دریادلی اور جذبہ خدمتِ خلق جیسی اقدار مذاہب ہی کی عطا ہیں۔ اگرچہ مذاہب مختلف ہیں لیکن یہ اخلاقی اقدار ایک جیسی ہیں۔ عملی زندگی میں آپ نے بہت سے ایسے لوگوں کو دیکھا ہوگا جن کا تعلق مذاہب سے ہوتا ہے لیکن وہ سب بنیادی اخلاقی اقدار پر عمل کرنے والے ہمیشہ دوسروں کے دُکھ سُکھ میں شریک رہتے ہیں اور کسی قدرتی آفت کے موقع پر مذہب اور ملت کی تفریق کے بغیر خدمت خلق میں پیش پیش ہوتے ہیں۔ وہ کبھی دوسروں کا دل نہیں دکھاتے بلکہ ہمدردی سے پیش آتے ہیں۔ وہ صرف جھوٹ اور ظلم سے نفرت کرتے ہیں۔

مذاہب کی عطا کردہ اخلاقی اقدار تہذیبوں کو پروان چڑھاتی اور زندگی کے سلیقے سکھاتی ہیں۔ جب انسان غاروں میں رہتا تھا تو اس کا نظامِ زندگی اور رہن سہن اور تھا۔ پھر وہ قبیلوں میں بٹ کر رہنے لگا تو اُس کی زندگی کا چلن پہلے سے مختلف ہو گیا۔ اس دور میں نسلی تعصّبات زیادہ اور قوتِ برداشت کم تھی۔ پھر مذاہب کی اقدار کی روشنی میں زندگی کا نیا سفر شروع ہوا تو ہمدردی، انسان دوستی، نیک گمان، برداشت اور رواداری سے جنم لیا۔ مختلف ادوار میں کئی ایک مذاہب پھلے پھولے مگر ان مختلف مذاہب کے ماننے والوں کے درمیان ہم آہنگی پیدا ہوئی اور انسان پُرامن بقائے باہمی کے جذبے سے سرشار زندگی بسر کرتا رہا۔

پاکستان مسلم اکثریت کا ملک ہے لیکن اس میں مسیحی، ہندو، سکھ، بُدھ، پارسی اور دیگر غیر مسلم اقلیتیں بھی موجود ہیں۔ یہاں ہندوؤں اور سکھوں کے مقدس مقامات بھی موجود ہیں اور ہر سال ہزاروں زائرین بیرونِ ملک سے ان مقدّس مقامات کی زیارت کے لیے آتے ہیں۔ یہاں تمام مذاہب کے لوگوں میں باہمی اتحاد اور یگانگت پائی جاتی ہے اور کسی بھی ملک کی ترقی اور خوش حالی میں یہ اتحاد، رواداری اور یگانگت بنیادی کردار ادا کرتے ہیں۔

اسلامی جمہوریہ پاکستان کے ۱۹۷۳ء کے آئین میں اقلیتوں کے حقوق کا تعین کر دیا گیا ہے اور ان کو مذہبی آزادی اور بنیادی حقوق کی ضمانت دی گئی ہے۔ دراصل بانیِ پاکستان قائداعظم محمد علی جناح رحمۃ اللہ علیہ کو پوری طرح احساس تھا کہ ہر انسان کو یہ حق حاصل ہے کہ وہ اپنے مذہبی فرائض آزادی سے ادا کر سکے۔ چناں چہ اُنھوں نے تشکیلِ پاکستان کے دوران خصوصاً جولائی اور اگست ۱۹۴۷ء اپنی تقاریر میں بار بار اس بات کا ذکر کیا کہ پاکستان میں اقلیتوں کو پوری مذہبی آزادی حاصل ہوگی اور ان کے مذاہب، عقائد، جان و مال اور ثقافت کا تحفظ کیا جائے گا۔ حقیقت یہ ہے کہ پاکستان کی بقا، ترقی اور خوش حالی کے لیے ضروری ہے کہ تمام مذاہب کے ماننے والوں میں ہم آہنگی ہو، وہ رواداری سے کام لیں اور ان کے آپس کے تعلقات خوش گوار رہیں۔

اخلاقیات کی اس درسی کتاب میں نہایت مفید درسی مواد کو شامل کیا گیا ہے۔ مذہب کی نفسیاتی اہمیت، اخلاقی اقدار، قومی بحرانوں میں اور جرائم کی روک تھام میں مذاہب کا کردار، عالمی مذاہب کی عطا کردہ اخلاقی اقدار سے انسانی کردار کی تشکیل عبادت گاہیں، عبادت کے طریقے اور انسانی رویوں پر عبادت کے اثرات، امام غزالیؒ، فلورنس نائیٹ انگیل جیسے مشاہیر کے افکار و کردار کو شاملِ نصاب کیا گیا ہے اسی طرح عالمی مذاہب میں سے جین مت اور مہاویر کی تعلیمات بھی شاملِ نصاب میں یہ معلومات طلبہ کے لیے مفید ثابت ہوں گی۔

اخلاقیات پڑھانے کے جو مقاصد طے کیے گئے ہیں زیرِ نظر درسی کتاب میں شامل درسی مواد انھیں پورا کرتا ہے۔ توقع کی جاتی ہے کہ یہ نصاب پڑھ کر طلبہ معاشرے میں مفید اور مثبت کردار ادا کر سکیں گے۔ وہ مذاہب کی بنیادی تعلیمات، اخلاقی اقدار اور سماجی زندگی کی قدر و قیمت جان کر اور مشاہیر کی زندگی کے عملی نمونوں سے استفادہ کرتے ہوئے خود کو بدلیں گے اس طرح یہ کتاب طلبہ میں بلند اخلاقی، رواداری، دوسروں کا احترام کرنے جیسی صفات پیدا کرنے میں معاون ثابت ہوگی۔

ہم نے مقاصدِ تعلیم، اخلاقی تعلیمات کے خصوصی مقاصد اور طلبہ کی ذہنی سطح کو پیشِ نظر رکھتے ہوئے حکومتِ پاکستان کے عطا کردہ نصاب کے مطابق یہ کتاب ترتیب دی ہے اور مختلف مذاہب سے تعلق رکھنے والے ارکان پر مشتمل قومی جائزہ کمیٹی نے نہایت باریک بینی سے اس کا جائزہ لیا ہے اور اسے نصاب کے عین مطابق قرار دیا۔ اُمید ہے اساتذہ اور طلبہ اسے مفید پائیں گے۔

مصنفین

باب 1

مذاہب کا تعارف

مذہب کی ذاتی اور نفسیاتی اہمیت:

مذاہب کا تعارف

انسان کو زندہ رہنے اور جسمانی تقاضے پورے کرنے کے لیے ہوا، پانی، خوراک اور دیگر جن چیزوں کی ضرورت پڑتی ہے وہ سب خدا نے وافر مقدار میں پیدا کی ہیں۔ ان سے نہ صرف انسان بلکہ حیوان بھی بنیادی ضرورتیں پوری کرتے ہیں۔ البتہ انسان کو اشرف المخلوقات بنایا گیا ہے اس لیے جسم کے علاوہ روح کے تقاضے بھی ہیں جنھیں پورا کرنے کے لیے مذہب انسان کی رہنمائی کرتا ہے۔

مذہب نہ صرف انسان کی فطرت میں داخل ہے بلکہ ہر دَور میں انسان کی اہم ضرورت رہا ہے۔ خدائے برتر نے انسان کو پیدا کیا۔ اسے اشرف المخلوقات بنایا۔ اس کی رہنمائی کے لیے مذہبی رہنما بھیجے، کتابیں اور صحیفے اتارے اور زندگی بسر کرنے کے طور طریقے بتائے۔ جس طرح کسی مشین کا خالق، مشین کے استعمال کے لیے ہدایات تیار کرتا ہے، اسی طرح خدائے برتر نے انسان کو زندگی بسر کرنا سکھایا۔ مذاہب کو ماننے والے مانتے ہیں کہ خدائے برتر نے انسان کو ایسا نظام دیا ہے جو پوری انسانی زندگی کا احاطہ کرتا ہے۔

مذاہب بہت سے ہیں۔ اگرچہ الہامی اور غیر الہامی مذاہب تاریخ کے مختلف اَدوار میں وجود میں آئے، لیکن ان تمام مذاہب میں ایک بات مشترک ہے اور وہ ہے اخلاقی تعلیمات۔ خدا تعالیٰ نے انسان میں ایک اخلاقی حِس (Moral Sense) پیدا کی ہے جو اسے نیک اور بد کی تمیز سکھاتی ہے۔ یہ زندگی کے تمام شعبوں میں رہنمائی کرتی ہے۔ اس طرح یہ معیشت، سیاست اور معاشرت کی بنیاد پر بھی ہے۔ اسی اخلاق کے سنورنے سے تمام مسائل حل ہوتے اور اس کے بگاڑ سے معاشرے بگڑتے ہیں۔ اسی لیے مذہبی کتب کا بیشتر حصہ عقائد اور اخلاقی تعلیمات پر مشتمل ہوتا ہے بلکہ غیر الہامی مذاہب تو سراسر اخلاقی تعلیمات ہی پر مشتمل ہوتے ہیں۔

مذہب اخلاقی تعلیمات کے ذریعے سے ہر شخص کی سیرت اور کردار میں تبدیلی لاتا ہے۔ جب بہت سے افراد میں یہ تبدیلی آجائے تو معاشرہ بدل جاتا ہے۔ مذہبی تعلیمات میں خدا خوفی، دیانت داری، انسانی ہمدردی، رفاہِ عامہ، دردِ دل اور حقوق و فرائض کا شعور شامل ہوتا ہے۔ مذاہب اچھی تعلیمات کے ساتھ ساتھ بُرے کاموں سے بچنے کی تلقین بھی کرتے ہیں۔ اُن اُمور میں انسان دشمنی، بد دیانتی،

دھوکہ دہی، چوری، جھوٹ بولنا اور نشہ کرنا وغیرہ شامل ہیں۔ گویا اخلاقی قوانین اور اُصول وضوابط ان احکام پر مشتمل ہوتے ہیں جو بنی نوع انسان کے لیے مفید ہیں اور مذاہب ان کاموں سے اجتناب کرنے کا حکم دیتے ہیں جن سے فرد کی ذات یا دوسروں کو نقصان پہنچتا ہے۔ ان تعلیمات کے نتیجے میں آج بھی قدرتی آفات مثلاً زلزلے، طوفان، جنگ یا دہشت گردی وغیرہ کی حالت میں بے شمار مذہبی اور رفاہی تنظیمیں خدمت کے جذبے سے سرشار ہو کر سرگرم ہو جاتی ہیں۔

مذاہب عقائد کے ذریعے انسان کے دل و دماغ پر اثر کرتے اور اُسے اندر سے بدل دیتے ہیں۔ اس کے نتیجے میں انسان بُرے کاموں سے رک جاتا ہے اور دوسروں کی بھلائی کے کاموں میں حصہ لیتا ہے جس میں کسی قسم کا لالچ اور شہرت کا حصول شامل نہیں ہوتا۔ مذاہب میں بین الاقوامیت کا پہلو نمایاں ہوتا ہے۔ مذہبی قوانین اور اخلاقیات پر مشرق و مغرب میں عمل اور ان کا احترام بھی کیا جاتا ہے۔ مذہبی اصول وضوابط ہمہ گیر ہوتے ہیں، چناں چہ دنیا بھر کے قانون ساز ادارے جو قوانین بناتے ہیں ان میں سے بیشتر قوانین مذہبی تعلیمات کی روشنی میں بناتے ہیں۔ مذہب کی اس عالمگیریت کی وجہ سے اس کے اثرات ہر دور میں اور ہر جگہ موجود رہے ہیں۔

مذہب اور نفسیات کا باہمی تعلق:

مذہب اور نفسیات کا باہمی تعلق

انسان اور مذاہب کا جنم جنم کا رشتہ ہے۔ تاریخ بتاتی ہے کہ پتھر کے زمانے میں بھی انسان کا کوئی نہ کوئی مذہب ہوتا تھا۔ اگرچہ علم نفسیات کا شمار قدرے جدید علوم میں ہوتا ہے لیکن مذہب اور نفسیات کا ہمیشہ آپس میں گہرا تعلق رہا ہے۔ آج سے تقریباً اڑھائی ہزار سال پہلے یونان میں علم النفس کی ابتدا ہوئی، تو اسے روح کا علم (Knowledge of Soul) کہا گیا۔ بعد میں نفسیات کو ذہن، شعور و لاشعور اور آخر میں کردار کا سائنسی مطالعہ قرار دیا گیا ہے۔ گویا نفسیات ایسا علم ہے، جس میں ذہن اور کردار کا مطالعہ کیا جاتا ہے۔ مذہب بھی انسانی ذہن کو متاثر کرتا ہے اور انسانی کردار کی نشوونما میں معاونت کرتا ہے۔ اس لیے ان دونوں کا آپس میں گہرا تعلق ہے۔ دوسرے لفظوں میں مذہب اس بات پر زور دیتا ہے کہ افراد کے کردار میں تبدیلی لا کر انہیں انسانیت کی تعمیر کے لیے مفید بنایا جائے۔ نفسیات کیسے ہوتا ہے؟ اور کیوں ہوتا ہے؟ کی تشریح کرتی ہے جبکہ مذہب افراد کی کردار سازی کر کے انہیں معاشرے کے لیے مفید بناتا ہے۔

ہندو دھرم، زرتُشت، یہودیت، مسیحیت، اسلام، سکھ مذہب اور کئی دیگر مذاہب میں خدا کے وجود اور اس کے خالقِ کائنات ہونے کا تصور موجود ہے۔ ان تمام مذاہب میں زندگی، موت کے بعد کی زندگی اور آخرت میں جواب دہی اور جزا و سزا کا تصور بھی موجود ہے۔ یہ عقیدے انسان کے اعمال کا رُخ بتاتے ہیں۔ مذہب کی رو سے خدائے بزرگ و برتر نے انسان کو زندگی گزارنے کے احکام دیے ہیں۔ جبکہ

نفسیات بتاتی ہے، کہ انسان کے اندر ایسی قوت موجود ہے، جو اسے لذت حاصل کرنے اور اپنی خواہشات پورا کرنے پر زور دیتی ہے۔اس کے برعکس خدائے برتر نے انسان کے اندر ایک کل بنادی ہے جو اسے بُرے کاموں سے روکتی اور اچھے کاموں پر اکساتی ہے۔اسے اخلاقی حِس یا ضمیر کہتے ہیں۔ چنانچہ مذہب نے انسانی نفس کے تین اعمال ظاہر کیے ہیں کہ وہ اچھے، بُرے اُمور میں تمیز کرتی ہے، اچھے کاموں کو بجا لاتی ہے اور بُرے کاموں سے گریز کرتی ہے، نفسیات انسانی جبلتوں، کردار، شخصیت کی تعمیر اور شعور و لاشعور کے مباحث میں ان امور کو اہمیت دیتی ہے۔اس طرح بعض اوقات نفسیات مذہب کی تصدیق اور تشریح کرتی ہے۔

مذہب علم کے ذرائع بتاتا ہے، جبکہ نفسیات یہ سکھاتی ہے کہ علم کیسے حاصل کیا جائے مثلاً مچھلیوں کا تیرنا، بچے کا پیدا ہوتے ہی دودھ پینا، بیا کا گھونسلا بنانا (یہ گھونسلا بناوٹ، تکنیک اور فن کا شاہکار ہوتا ہے) اور شہد کی مکھی کا چھتا بنانا وغیرہ ایسے فنون ہیں جن کی کوئی تربیت نہیں دی جاتی۔ یہ علم جانداروں کو الہام کے ذریعے سے دیا گیا، جب کہ نفسیات اسے جبلّت کہتی ہے۔

نفسیات ایک سماجی سائنس ہے اور مذہب کا موضوع معاشرہ اور فرد دونوں ہوتے ہیں۔ مذہب یہ کہتا ہے کہ انسان جو اچھا یا بُرا کام کرتا ہے۔خدا نے اس کا ریکارڈ محفوظ کرنے کا بندوبست کر رکھا ہے اور روزِ محشر وہ اپنے اعمال سے انکار نہیں کر سکے گا۔ ماہرینِ نفسیات، مثلاً سگمنڈ فرائیڈ (Sigmund Freud)، ژونگ (Zhong) اور الفریڈ ایڈلر (Alfred Adler) نے انسان کے لاشعور کا جائزہ پیش کرتے ہوئے بتایا ہے، کہ انسان کی زندگی میں پیش آنے والے واقعات تحت الشعور میں جوں کے توں محفوظ رہتے ہیں اور وقت ان پر کوئی منفی اثر نہیں ڈالتا۔

مذہب اخلاقی تعلیمات کے ذریعے بُرائی سے بچنے اور خواہشات پر قابو پانے پر زور دیتا ہے اور اُن میلانات کی بیخ کنی کرتا ہے، جو دوسروں کے لیے نقصان دہ یا تکلیف دہ ہوتے ہیں۔ مذہب جذبات میں میانہ روی پیدا کرنا چاہتا ہے، کیوں کہ جذبات کی شدت اور خواہشات کی کثرت سے کئی معاشرتی مسائل پیدا ہوتے ہیں اور بعض اوقات انسان خود بھی انتہا پسندی کا شکار ہو جاتا ہے۔صرف یہی نہیں مذہب جرائم پر سزائیں دے کر نفس کی کجی کو سیدھا کر دیتا ہے اور اس طرح یہ قانون کی قوت حاصل کر لیتا اور خوف سے امن کا ضامن بن جاتا ہے۔

مذہب جن اعمال اور افعال کو گناہ قرار دیتا ہے، ان سے فرد اور معاشرہ دونوں بچے رہیں، تو معاشرت میں جرائم کم ہو جاتے ہیں۔ مذہب کا انداز نہایت حکیمانہ ہوتا ہے۔نفسیات بھی انسان پر فکر و کردار کی کمزوری واضح کرتی رہتی ہے تا کہ معاشرے سے اُسے دُور کیا جا سکے جبکہ مذہب ان معاشرتی بیماریوں سے شفا دینے والا علاج تجویز کرتا ہے۔

مذہب انسان کا نفسیاتی سہارا:

مذہب انسان کا بہت بڑا نفسیاتی سہارا ہے۔ جب ایک فرد مشکلات میں گھر جاتا ہے، اس کا مال و متاع قدرتی آفات میں تباہ ہو جاتا ہے، اسے بیماریاں آگھیرتی ہیں، یا اسکی فصلیں اجڑ جاتی ہیں تو اس کے عقائد اسے احساس محرومی سے بچا لیتے ہیں۔ مذہبی احکام کا پابند فرد خدائے بزرگ و برتر پر توکل کرتا ہے۔اس کا ایمان ہے کہ جو کچھ اس کے پاس ہے، وہ خدائے بزرگ و برتر ہی کی عنایت ہے اور یہ کہ وہی

رزاق ہے، تو ایسے میں اس کے دکھ دور ہو جاتے ہیں اور وہ پُرسکون رہتا ہے اور ہمت اور حوصلے سے دکھوں کا مقابلہ کرتا ہے۔ سچائی، انصاف، ایفائے عہد اور دیانت داری جیسی صفات کی مذہبی تعلیمات پر عمل کرنے سے انسان بہت سی برائیوں سے بچ جاتا ہے۔ اس لیے کہا جاتا ہے کہ مذہب درحقیقت نفسیاتی علاج ہے۔

مذہب انسان کو کئی قسم کی نفسیاتی بیماریوں سے بچاتا ہے۔ حسد، کینہ، غیبت، بدگوئی اور انتقامی جذبے جیسی منفی سوچ سے انسان کے اندر کی کیفیت بدل جاتی ہے اور بدن کے اندر ایسی رطوبتیں پیدا ہوتی ہیں جو اندرونی نظاموں کے لیے تباہ کن ہوتی ہیں۔ مذہب ان قباحتوں سے بچنے کی نہ صرف تاکید کرتا ہے، بلکہ انھیں گناہ قرار دیتا ہے۔ اس کا مفید پہلو یہ ہے کہ انسان نہ صرف ذہنی خلش اور منفی سوچ سے بچ جاتا ہے، بلکہ وہ صحت مند سوچ بھی اپنا لیتا ہے۔ اس کے ساتھ ہی مذہب منفی سوچ کو روکتا ہے، بلکہ مایوسی اور نا اُمیدی کو بھی بُرائی قرار دیتا ہے اور دوسروں کا بھلا اور مدد کرنے کی تلقین کرتا ہے اور اعتدال کی راہ پر چلنے کا حکم دیتا ہے۔ اس سے انسان کی شخصیت کے تعمیری عناصر توانا ہوتے ہیں اور کئی قسم کے نفسیاتی روگ ختم ہو جاتے ہیں۔

سائنسی ترقی کے اس دَور میں جہاں کینسر، شوگر اور بلڈ پریشر جیسی بیماریاں عام ہیں اور شراب نوشی اور دیگر نشہ آور اشیا کا استعمال زیادہ ہو گیا ہے۔ ان سے نجات میں مذہب بڑا کردار ادا کرتا ہے۔ مذہب جس طرح جنسی بے راہ روی کی روک تھام کرتا ہے اور زندگی میں میانہ روی اور توازن پر زور دیتا ہے اس سے جسمانی، ذہنی، جذباتی اور معاشرتی نشوونما بہتر ہو جاتی ہے اور ذہن پاک وصاف رہتے ہیں۔

☆☆☆☆

مشق

(الف) مفصل جوابات لکھیں۔

1۔ مذاہب کی ذاتی اہمیت پر نوٹ لکھیں۔

2۔ مذہب اور نفسیات کا تعلق کیا ہے؟ دو مثالوں سے واضح کریں۔

3۔ مذہب انسان کا نفسیاتی سہارا ہے اور اسے کئی بیماریوں سے بچاتا ہے۔ بحث کیجیے۔

(ب) مختصر جوابات لکھیں۔

1۔ انسان کی فطرت مادی وسائل کے علاوہ اور کس چیز کا تقاضا کرتی ہے؟

2۔ اِلہامی مذاہب میں کون سا عقیدہ انسان کو راہِ راست پر رکھتا ہے؟

3۔ مذہبی تعلیمات میں کون سی تعلیم پر سب سے زیادہ زور دیا جاتا ہے؟

4۔ تحت الشعور میں کس قسم کے واقعات جمع ہوتے ہیں؟

5۔ مذہب اور نفسیات کا مشترک موضوع کیا ہے؟

6۔ مذہب کس قسم کی بیماریوں کا علاج کرتا ہے؟

(ج) درست جواب کی نشاندہی کیجیے۔

1۔ مذہب .... تقاضے پورے کرتا ہے۔

(ا) جسمانی　(ب) نفسیاتی　(ج) روحانی　(د) جسمانی اور روحانی

2۔ تمام مذاہب کی .... تعلیمات مشترک ہیں۔

(ا) معاشی　(ب) اخلاقی　(ج) معاشرتی　(د) مذہبی

3۔ مذہب انسان میں اخلاقی تعلیمات کے ذریعے .... پیدا کرتا ہے۔

(ا) خداخوفی　(ب) دیانتداری　(ج) خدمت کا جذبہ　(د) ا، ب اور ج

4۔ تمام مذاہب میں .... کا تصور موجود ہے۔

(ا) آخرت میں جوابدہی　(ب) موت کے بعد زندگی　(ج) خدائے برتر　(د) بداعمالی کی سزا

5۔ مذہب انسان کا بہت بڑا .... سہارا ہے۔

(ا) نفسیاتی　(ب) اخلاقی　(ج) جذباتی　(د) ذہنی

(د) خالی جگہ پُر کریں۔

1۔ مذہب انسان کی..................میں داخل ہے۔

2۔ تین بڑے مذاہب میں یہودیت، مسیحیت ،اور..................شامل ہیں۔

3۔ مذاہب اخلاقی تعلیمات کے ذریعے انسان کے ....میں تبدیلی کے خواہاں ہوتے ہیں۔

4۔ مذہب اس لیے موثر ہے کہ انسان کو..................سے بدلتا ہے۔

5۔ مذہب انسان کو کوئی قسم کی نفسیاتی..................سے بچاتا ہے۔

6۔ مذاہب زندگی میں..................اور توازن پیدا کرتے ہیں۔

(ہ) طلبہ کے لیے سرگرمیاں:

1۔ اخلاقی تعلیمات کے اہم نکات نوٹ کریں اور چارٹ بنا کر کمرۂ جماعت میں آویزاں کریں۔

2۔ اپنے استاد سے پوچھ کر عالمی مذاہب پر لکھی گئی کسی کتاب کا مطالعہ کریں اور اہم باتیں دوسرے طلبہ کو بتائیں۔

(و) اساتذہ کے لیے ہدایات:

1۔ طلبہ کو علم نفسیات کے بارے میں مختصراً بتائیں۔

2۔ طلبہ کو مذہب اور نفسیات کے موضوعات پر کتب نوٹ کرائیں۔

☆☆☆☆

مذہب،سماج اور اخلاق

اخلاق-مذہب اور معاشرہ:

اخلاق-مذہب اور معاشرہ

جدید دور کے ماہرین سماجیات و عمرانیات کا کہنا ہے کہ دو یا دو سے زیادہ لوگوں کے مِل کر رہنے کو معاشرہ کہتے ہیں۔ الفارابی کے مطابق اگر پانچ افراد مل کرزندگی گزارتے ہیں تو اُس کو خاندان کہا جاتا ہے اور خاندان ایک چھوٹا، معاشرہ ہوتا ہے۔معاشرہ کے افراد ہی کسی نہ کسی لائحۂ عمل پر زندگی گزار تے ہیں یہ لائحہ عمل عظیم ہستیوں کا وضع کردہ ہوتا ہے جو خدا تعالیٰ کی طرف سے معاشروں کو سدھارنے کے لیے بھیجے جاتے ہیں جن کو نبی ،رسول، اوتار اور ترتھانکرا کہا جاتا ہے۔خالق کائنات کے احکام کے مطابق زندگی گزارنے کو مذہب کہتے ہیں۔

اخلاق کسی بھی قوم کی زندگی کے لیے ریڑھ کی ہڈی کی حیثیت رکھتا ہے،خواہ وہ کسی بھی مذہب سے تعلق رکھتی ہو۔اخلاق دنیا کے تمام مذاہب کامشترکہ باب ہے۔جس پر کسی کا اختلاف نہیں۔انسان کو جانوروں سے ممتاز کرنے والی اصل شے اخلاق ہے۔اخلاق اچھے اور عمدہ اوصاف و کردار ہیں جس کی قوت اور درستی پر قوموں کے وجود، استحکام اور بقا کا انحصار ہے۔معاشرہ کے بگاڑ اور سنوار سے قومیں براہِ راست متاثر ہوتی ہیں۔معاشرہ اصلاح پذیر ہوتو اِس سے ایک قوی،صحت منداور باصلاحیت قوم وجود میں آتی ہے اور اگر فساد کا شکار ہوتو معاشرے کو گھن کی طرح کھا جاتی ہے۔جس معاشرے میں اخلاق نہ ہو وہ کبھی مہذب نہیں بن سکتا اور جس معاشرے میں جھوٹ، بد دیانتی عام ہوجائے وہ کبھی پُرامن نہیں ہوسکتا۔معاشرے اور اخلاق کا چولی دامن کا ساتھ ہے۔اچھے انسان کی پہچان ہی اُس کا اخلاق ہے۔

جس طرح ایک فرد کو جسمانی نشوونما اور زندہ رہنے کے لیے تازہ ہوا،خوراک اور پانی کی ضرورت ہوتی ہے، اسی طرح کسی معاشرے کوصحت بخش بنیادوں پر استوار کرنے کے لیے اخلاقیات کی ضرورت ہوتی ہے۔اخلاق انسانیت کا وہ بنیادی جوہر ہے،جس کے بغیر کسی معاشرے کا زیادہ عرصے تک قائم رہنا مشکل ہوتا ہے۔اسی لیے مذاہب جن کا بنیادی کام بنی نوع انسان کی رہنمائی ہے، ان کی تعلیمات کا بڑا حصہ اخلاقیات پر مبنی ہوتا ہے۔

فرد کی شخصیت اگر چہ مذہب اور عمرانیات کا موضوع ہے لیکن معاشرے کی اجتماعی تعمیر اور استحکام کو ہر دَور میں زیادہ اہمیت حاصل رہی ہے۔افلاطون اور ارسطو نے اپنی تعلیمات میں فرد کی بجائے اجتماعیت کی بات کی۔ان کے خیال میں اخلاقیات کا مقصد بھی ایسا نظام بنانا

تھا، جس میں عوام اپنے اخلاق کی تعمیر کر سکیں۔ معاشرے کو فرد پر اس لحاظ سے فوقیت حاصل ہے، کہ معاشرہ افراد کی تربیت کرتا ہے۔ ایک انسان کا ضمیر، صحیح اور غلط کا فیصلہ کرتا ہے اور یہ اجتماعی ضمیر کی آواز پر کان دھرتا اور اس سے متاثر ہوتا ہے۔ اگر معاشرے کی اخلاقی اقدار پختہ ہیں، تو افراد پر اچھے اثرات مرتب ہوں گے اور اگر چاروں طرف جرائم کی دنیا آباد ہو تو انسانی ضمیر خلش محسوس نہیں کرتا اور نہ وہ اپنے اخلاقی اصول پر قائم رہ سکتا ہے۔

سماج کو مضبوط اخلاقی بنیادوں پر پروان چڑھانے اور قائم رکھنے کی ضرورت ابتدائی معاشرہ قائم ہوتے ہی محسوس کی جانے لگی تھی لیکن سوال پیدا ہوا، کہ کوئی ایک فرد یا چند افراد ایسے قوانین بنا دیں تو کیا انھیں قبول کر لیا جائے گا؟ یہ انسانی فطرت ہے کہ جس قانون کو اس کا دل و دماغ نہ مانے وہ اس پر عمل نہیں کرتا۔ اس لیے انسانوں کے بنائے ہوئے قوانین کو بار بار توڑا بھی گیا اور تبدیل بھی کیا گیا۔ اب انسان سوچنے پر مجبور ہوا کہ کوئی ایسی ہستی ہو جس کے قانون کو سب تسلیم کریں اسی سے بات بنے گی۔ مذاہب نے خدائے برتر کے قوانین بتائے۔ الہامی مذاہب نے بتایا کہ انسان کی زندگی کا دستور العمل کیا ہے؟ خدا تعالیٰ نے اپنے نیک بندوں کے ذریعے زندگی بسر کرنے کے عملی طریقے بھی بتائے۔ کتابیں نازل کیں۔ تاریخ گواہ ہے کہ مختلف اوقات میں الہامی مذاہب کے علاوہ بھی مذاہب پیدا ہوئے' پھلے پھولے اور ان کے بانیوں نے اخلاق کی تعلیم دی۔ سماج کے بگاڑ کو دور کرنے اور بدنظمی سے بچانے کے لیے مختلف اقوام کے قانونی اداروں نے قانون سازی بھی کی ہے۔ ان تمام اقدامات کا جائزہ لیا جائے، تو مذہب کی تعلیمات زیادہ موثر نظر آتی ہیں۔

مذاہب کی تعلیمات چونکہ انسانی فطرت کے قریب ہوتی ہیں اس لیے ایک فرد مذہب کی اخلاقی تعلیمات کو بہ آسانی قبول کرتا اور اپنی خواہشات کو بخوشی معاشی خواہشات کے لیے قربان کر دیتا ہے۔ مذاہب کی تعلیمات عموماً پوری انسانیت کے لیے ہوتی ہیں جب کہ ایک انسان یا ادارے کے بنائے ہوئے قوانین کا دائرہ محدود ہوتا ہے۔

نظامِ اخلاق کسی قوم کی رسوم، عادات اور عقائد پر مشتمل ہوتے ہیں۔ اس نظام کو بنانے میں مذہب سب سے اہم کردار ادا کرتا ہے، کیوں کہ رسوم اور عادات عقائد سے پیدا ہوتی ہیں۔ اس کے علاوہ آب و ہوا، محلِ وقوع اور ایک قوم کے دوسری قوم کے ساتھ تعلقات بھی اخلاق پر اثر انداز ہوتے ہیں۔ اخلاقیات کی تعلیم میں فرد کو بھی اہمیت حاصل ہے، کیونکہ اخلاقی تعلیمات اس کے کردار اور سیرت ہی کے لیے ہوتی ہیں۔ معاشرہ اس لیے اہم ہے، کہ انقلابی تبدیلیوں کو جگہ دیتا اور پائیدار بناتا ہے۔ مذاہب کی اخلاقی تعلیمات اس لیے موثر رہتی ہیں کہ ان کا پیغام پوری انسانیت کے لیے ہوتا ہے اور یہ فوری نتائج کی طالب نہیں ہوتیں، بلکہ اُن کی نظر دُور رس نتائج پر ہوتی ہے۔

مذاہب ہمیشہ سے اخلاقی اقدار کے علم بردار رہے ہیں۔ اخلاق میں رحم دلی، ایثار، اخوت، احسان اور جرأت مندی کے علاوہ بہت سی دیگر خوبیاں ایسی ہیں جو اکثر مذاہب میں مشترک ہیں۔ اسی طرح مذاہب جھوٹ، مکر و فریب، بد دیانتی، قتل و غارت، ظلم اور نشہ کرنے سے منع کرتے ہیں، حتیٰ کہ ہر مذہب میں انسان کی عزت نفس کا اتنا خیال رکھا گیا ہے کہ غیبت کو گناہ اور الزام دینے کو قانونی جرم قرار دیا ہے۔ مذاہب مختلف زمانوں میں ہونے والی تبدیلیوں کے مطابق انسانی اخلاق کو بہتر بنانے کے لیے راہنمائی فراہم کرتے ہیں۔ اس لیے ہمیں

مذہب کی حقیقی تعلیمات پر عمل پیرا رہنے کے لیے مذہبی تعلیمات حاصل کرنی چاہیں ۔تمام مذاہب نے انسانی جان اورعزت وآبرو کی حرمت کو بہت اہمیت دی ہے اور ظلم کی بنیاد پر کسی بھی شخص کے جان و مال اورعزت وآبرو کونقصان پہنچانا ممنوع قرار دیا ہے۔

مذاہب اخلاقیات کے ماخذ ہیں۔اس لیے ایک شخص کے انفرادی اخلاق کی بات ہو یا کسی قوم کے اجتماعی اخلاق کا ذکر ہم دیکھتے ہیں کہ ان میں سے اکثر اخلاقیات مذاہب سے اخذ کی گئی ہوتی ہیں اور مشرق ومغرب میں انہیں تسلیم کیا جاتا ہے ۔انسانی جان مال اورعزت وآبرو کا احترام، انفرادی اور اجتماعی آزادی، حق ملکیت اور تعلیم حاصل کرنے کے حق کو ہر مذہب اور قوم بنیادی انسانی حقوق کے طور پر تسلیم کرتی ہے ،اگر کوئی معاشرہ ان حقوق کا احترام نہ کرے تو دنیا اسے اخلاق سے عاری سمجھتی ہے اور وہ جلد ہی زوال کا شکار ہو کر مٹ جاتا ہے۔

محاسنِ اخلاق میں عدل وانصاف، شجاعت، عفت اور حکمت کو بنیادی اہمیت حاصل ہے۔کچھ شخصی اخلاقیات، مثلاً دیانت داری، سچائی، صبر اور ایثار جہاں فرد کی قائدانہ صلاحیتوں کو پروان چڑھاتی ہیں وہاں ان سے معاشرہ بھی مضبوط ہوتا ہے۔دوسری طرف انتقام، ظلم، حرص وہوس، حق تلفی اور بد دیانتی کو معاشرہ اور مذہب دونوں ناپسند کرتے ہیں۔

یہ ایک تسلیم شدہ حقیقت ہے کہ انسانی کردار ہی سے معیشت ترقی کرتی ہے ۔دیانت داری، حُسنِ اخلاق، مناسب دام اور دوسروں کے حقوق کا احساس معاشی ترقی کا باعث بنتے ہیں۔انسانی تہذیب معاشروں کی اخلاقی قوت سے تقویت پاتی ہے اور پروان چڑھتی ہے۔اخلاقی جواز کے بغیر اُٹھایا گیا کوئی قدم کسی بھی قوم اور معاشرے میں پذیرائی حاصل نہیں کر پاتا۔

دنیا کی بہت سی قومیں معاشرے اور افراد ظلم اور دوسروں کی حق تلفی سے محض اس لیے رکے رہتے ہیں کیونکہ وہ اسے مذہبی تعلیمات کے منافی سمجھتے ہیں اور موت کے بعد کی زندگی میں جواب دہی کا احساس انھیں جرائم سے باز رکھتا ہے یا معاشرتی اخلاقی دباؤ انھیں ایسا کرنے سے منع کرتا ہے ۔گویا جہاں مذہب اور اخلاق کا تعلق نہایت گہرا ہے، وہاں دونوں کے مقاصد میں بھی یکسانیت پائی جاتی ہے۔دین روحانیت کا علم بردار ہوتا ہے اور جو معاشرے صرف عقل کی بنیادوں پر استوار ہوتے ہیں۔ان میں بھی روحانیت کی اخلاقی اقدار موجود ہوتی ہیں گویا دین اور دانش میں تصادم نہیں، بلکہ بڑی قربت ہے۔

☆☆☆☆

مشق

(الف) مفصل جوابات لکھیں۔

1۔ اخلاق اور معاشرہ پر نوٹ لکھیں۔

2۔ ''مذہب کی اخلاقی اہمیت کیا ہے'' بحث کریں۔

(ب) مختصر جوابات لکھیں۔

1۔ کسی معاشرے کی بقا کے لیے کون کون سے عوامل ضروری ہیں؟

2۔ اخلاقیات کے باب میں فرد اور معاشرے میں سے کس کو زیادہ اہمیت حاصل ہے؟

3۔ انسانی ضمیر کس سے زیادہ متاثر ہوتا ہے؟

4۔ اخلاق کی دو امتیازی خوبیاں کیا ہیں؟

5۔ اخلاق کے بڑے بڑے ماخذ کون کون سے ہیں؟

6۔ چار محاسنِ اخلاق اور چار معائبِ اخلاق کے نام لکھیں۔

(ج) درست جواب کی نشاندہی کیجیے۔

1۔ معاشرے کو صحت بخش بنیادیں فراہم کرنے کے لیے.................کی ضرورت ہوتی ہے۔

(ا) معاشی استحکام (ب) سیاسی استحکام (ج) اخلاقی نظام (د) مستحکم منصوبہ بندی

2۔ صحیح اور غلط کا فیصلہ.................کرتا ہے۔

(ا) فرد (ب) معاشرہ (ج) ضمیر (د) دماغ

3۔ انسانی فطرت ہے کہ کسی قانون اور ضابطے کو.................قبول نہ کریں تو اس پر عمل نہیں ہوتا۔

(ا) افراد (ب) دانشور (ج) حکمران (د) دل و دماغ

4۔ نظامِ اخلاق کی تعمیر میں سب سے اہم کردار.................کا ہوتا ہے۔

(ا) قانون ساز اداروں (ب) معاشرے (ج) مذہب (د) دل و دماغ

5۔ معیشت کی ترقی کا انحصار...................... پر ہوتا ہے۔

(ا) سرمایہ کاری (ب) انسانی کردار (ج) محنت (د) ذہانت

(د) صحیح جملے کے سامنے ”ص“ اور غلط کے سامنے ”غ“ لگایئے۔

1۔ فرد کی شخصیت مذہب اور نفسیات کا موضوع ہے۔

2۔ مذاہب کی تعلیمات انسانی فطرت کے مطابق ہیں۔

3۔ دین اور دانش باہم متصادم ہیں۔

4۔ نظامِ اخلاق کسی قوم کی رسوم، عادات اور عقائد کا مجموعہ ہوتا ہے۔

5۔ انسانی کردار معیشت کی ترقی میں کوئی حصّہ نہیں لیتا۔

(ہ) طلبہ کے لیے سرگرمیاں:

-1 لائبریری جا کر کہانیوں کی کتابوں سے محاسنِ اخلاق پر مختلف مذاہب کی کہانیاں پڑھیں۔

(و) اساتذہ کے لیے ہدایات:

-1 طلبہ کو اُن لوگوں کی کہانیاں سنائیں جنھوں نے انسانیت کی خدمت کے لیے زندگی وقف کردی، تاکہ طلبہ بھی اپنے اندر وہی اوصاف پیدا کریں۔

☆☆☆☆